شمس العارفین
Shamsul Arfin
Assistant professor
(Guest Faculty)
Department of Urdu
Raja Singh College,Siwan
Study material for B.A Part 2
(Hons)
Paper-4
Lecture-1

سرسید کا مضمون امید کی خوشی کا تنقیدی جائزہ

آج اردو ادب کے خزانے میں جو بھی سرمایا موجود ہیں سر سید کی مرہون منت ہیں۔صرف نثر ہی نہیں بلکہ شاعری کو بھی حسن و عشق ،محبوب کی رعنائی ،معشوق کی ادا ، شراب و شباب ، بلبل کی چہک، پھو لوں کی چیچ کے محدود دائرے سے نکال کر ایک ایسے شاہراہ پر لا کھڑا کیا جہاں سے دنیا کی ہر سمت نظر آنے لگی ۔ ایک طرف سرسید نے اردو ادب کے دامن کو وسعت عطا کی اور نئے طرز سے روشناس کرایا تو دوسری طرف قوم کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی۔کون سی ایسی مصیبت ہے جسے سرسید نے نہیں جھیلا۔ گھر بار بال بچوں کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرے۔اپنی ہی قوم نے لعن و طعن،دشنام سے ان کی مدارات کی لیکن ان کے چہرے پر شکن تک نہ آیا۔ وہ اسی جوش و خروش اور جذبے کے ساتھ اپنے مشن کو لے کر آگے بڑھتے رہے۔ انگلستان کا سفر اختیار کیا ۔ وہاں سے لوٹنے پر ایک رسالہ "تہذیب الاخلاق" نکالا۔ اس کے مضامین کچھ تو انگریزی مضامین کے تراجم ہوتے اور کچھ سرسید کے طبع زاد۔ ان کے یہ تمام مضامین "مضامین سر سید" کے نام سے شائع ہوئے۔ انہیں مضامین میں ایک مضمون" امید کی خوشی" ہے۔

"امید کی خوشی" میں وہ فرماتے ہیں کہ جب انسان ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے ۔ ہر طرف گہری تاریکی چھائی نظر آتی ہے ویسے حالت میں امید کی کرن ہی باقی رہتی ہے جو انسان کو زندگی کی راہوں پر چلنے کا بنتی ہے امید ہی کہ سہارے انسان زندہ رہتا ہے اور جدوجہد کرتا رہتا ہے ۔امید کے متعلق سرسید کی یہ عبارت کتنا نادر، انوکھا اور دلکش ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے:-

"او نورانی چہرہ والے یقین کی اکلوتی خوبصورت بیٹی امید۔ یہ خدائی روشنی تیرے ہی ساتھ ہے۔" تو ہی ہمارے مصیبت کے وقتوں میں ہم کو تسلی دیتی ہے۔تو ہی ہمارے آڑے وقتوں میں ہماری مدد کرتی ہے ۔ تیری ہی بدولت نہایت دور و دراز خوشیاں ہم کو نہایت ہی پاس نظر آتی ہیں۔"

سرسید کا یہ قول کتنا حقیقت پر مبنی ہے کہ انسان چاہے جس مصیبت میں ہچکولے کھا رہا ہو ،آخری گھڑی ہو، لیکن امید ہی ایسی شے ہے جو اس کے ذہن کے دریچے میں جھانک کر تسلی دیتی رہتی ہے ۔ امید کے متعلق سرسید کے اس قول کو شاید کوئی بھی فراموش نہیں کرے گا۔جسے انہوں نے"اُمید کی خوشی" میں بیان کیا ہے۔

"دیکھ نادان بےبس بچہ گہوارہ میں سوتا ہے ۔ہ اس کی مصیبت زدہ ماں دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اس گہوارے کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ زبان سے اس کو یوں لوری دیتی جاتی ہے ۔سو رہ میرے بچے سو رہ ، اے اپنے باپ کی مورت اور میرے دل کی ٹھنڈک سورہ ۔...... بولو ! جب اس دنیا میں ہم تم سے جدا ہو جاویں گے تو تم کیا کرو گے ۔تم ہماری بے جان لاش کے پاس کھڑے ہو گے۔ تم پوچھو گے اور ہم کچھ نہ بولیں گے ۔تم روؤگے اور ہم کچھ رحم نہ کریں گے ۔ اے میرے پیارے رونے والے تم ہمارے ڈھیر پر آکر ہماری روح کو خوش کرو گے۔"